رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A 783



ممتاز المطابع و کشور لیتھو پریس لکھنؤ میں چھپ کر باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر شائع ہوا

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات، اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجایئگی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجایئگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جانا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریفانہ پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپکے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایسے مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہیچ فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا نا داری یا تیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تھانے پر نیازمند مینجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر ہوسکا جواب۔ نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین مینجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی اصلاح کی پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۹

مضامین غیر

(۱۵ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء)

رباعیات ہندی ندیم

قدرت کے کرشمہ کو کوئی کیا جانے جانے وہی جو اسکی حقیقت جانے
آزاد ہوئے پا پا یہ مرغ اسیر کھلائے باقی تھے کچھ قفس کے دانے

صاحب حال

مے پیکے ہمیشہ غم غلط کرتے رہو خالی کرو اور جام سے بھرتے رہو
ہے لطف عظیم مشرب رنداں میں جیتے رہو مہ رخوں پہ بھی مرتے رہو

کرتا نہیں تو نس سے جو بس لے ساقی کس چیز سے ہے یہ پیش و پس لے ساقی
ہو لطف و کرم کی اک نظر ہم پر بھی الفت کے شکنجے ہی میں کس لے ساقی

جب سے جنت سے تھے جدا کر دی ہے تیر نظر کی اک انی دل میں گڑی
ساقی دل نے میرے ہے کیوں توڑی کیا میر خلاف کچھ کسی نے ہے جڑی

اس کے لیے جان تک مری حاضر ہے ساقی دینے سے مے کے کیوں قاصر ہے
جو کچھ کہتا ہوں میں وہ سچ کہتا ہوں میرا اللہ حاضر و ناظر ہے

برسات کا جل چلاؤ ہے دے ساقی جام کر دے اسوقت تو بھی دنیا میں نام
لطف مگر ملیگا حوا دمطلق کیا یاد کریگا مجھکو یہ مے آشام

ندیم

الف لیلہ کا انجام

اور حضرت وسیرلے سے پیام سلام

نمبر ۲

(بسلسلہ ۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء)

ہاں لاٹ صاحب اب میری کارستانی سنیے اور میری فراست اور معاملہ فہمی کی داد عنایت کیجیے۔ جامع مسجد کے مناروں (مینارے) سے آواز اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی۔ ادھر عشق کا جوش کیا یا ہوا مگر (صاحبزادے) پر جیسے چڑھانا دو چند سے تھا۔ اللہ اللہ وہ سچ سچ وہ بانکپن وہ ٹیم ٹام وہ بناؤ گرا جاتے ہی مشتو چہ

کترانے لگیں گے۔ میاں اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ مجھ ایسے گھاگھ کو دھوکے دھڑی پر رکھینگے۔ اجی لاحول اگر بیٹے شادی کی ہوتی تو انکے برابر پوتے پروتے ہوتے۔ یہ چلے تو آگے آگے۔ میں دبے پاؤں چلا پیچھے پیچھے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپ نے قاضی کے گھر کی سیڑھیاں جھری ہیں۔ یہ قاضی کمبخت شہر بھر میں اپنی تنک مزاجی بد دماغی جھلاہٹ کے باعث بدنام تھا۔ میرا دل متفکر ہوا کہ صاحبزادے جمعہ کی نماز کا وقت تاک کے تشریف لے گئے ہیں۔ وہ نماز ختم کرتے ہی حسب معمول گھر پر آئیگا اگر ان سے مڈبھیڑ ہو گئی تو پاپوش کاری ضرور ہو گی اور ممکن ہے کہ بے یار و مددگار سمجھ کے انھیں عشق بازی کا مزا اچھی طرح چکھائے۔ چھٹی کے دودھ کی لذت زبان پر آجائے۔ لہذا عاقبت اندیشی کے یہ معنی ہیں کہ تم بھی کیل کانٹے سے درست ہو رہو اور ہو سکے تو عین وقت پر مدد کرو۔

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست در پریشاں حالی و درماندگی

خیر صاحبزادے نے تو بغیر اندیشۂ انجام پرائے گھر میں قدم رکھا اور بندہ سرپٹ جا کا انکے عزیزوں اور نوکروں سے کہا کہ جلدی چلو صاحبزادے قاضی زادی کے عشق میں دیوانے ہو کے گھس پڑے ہیں کچھ اونچ نیچ ہوئی تو جان پر بن جائیگی۔ تین چار غلام ایک دو عزیز اور محلے والے میرے ساتھ ہوئے۔ اللہ رے میری ذہانت! اس جم غفیر کو لے کے میں قاضی کے دروازے تک پہونچا ہی تھا کہ مار دھاڑ چل پوں۔ دوہائی تہائی۔ ہائے وائے کی صدا زنان خانۂ قاضی سے بلند ہوئی۔ ایک آواز کسی مرد کی تھی دوسری عورت کی۔ میں سمجھا کہ عاشق و معشوق دونوں زیر تادیب ہیں۔ قاضی نے "دودل راضی" ہونے کی غالباً پروا نہیں کی مارتے مارتے عشق کا بھوت بھگا دیتا ہے۔ ات! کلیجہ منہ کو آگیا۔ کہاں یہ نعمت پروردہ جسم جیسے پھول کی پنکھڑی ماں باپ نے کبھی نہیں جھڑکا۔ کہاں بیدرد قاضی کا کوڑا۔ بہت سے قاضی کی ایسی تیسی۔ فوراً میں جاک کیا اور چلا چلا کے چلایا اے او نطفہ ناتحقیق قاضی کے بچے قتل نہ کرے۔ ناشدنی۔ خبردار جو میرے آقازادے کے ساتھ گستاخی کی تو زمین میں کھود کے تجھے گاڑ دونگا۔ مسخرے۔ اپنے دل میں سمجھا کیا ہے۔ جوان جہان لڑکی گھر میں بٹھا رکھی ہے۔ شادی نہیں کرتا۔ میرے صاحبزادے میں کیا خرابی ہے۔ مہر کی رقم لے اور ڈولا رخصت کر دے۔ واللہ جو بال بھی بیکا ہوا تو ٹٹو پر چڑھ کے ڈھائی چلو خون پی لونگا۔ اے اللہ رے محلے والوں دوڑو لوگو دوڑو میرے دوست کی کمائی لٹتی ہے ارے ابھی تو بیماری سے اوسنے نجات پائی ہے اتنے موٹے موٹے ڈنڈوں اور خاردار کوڑوں کی برداشت اوس کے ناز پرورد جسم کو کیونکر ہو گی۔ (دھوں) اُف اُف ارے مارے ڈالتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ میرے غل مچانے سے محلے والے بھی دوڑے اور سب نے مل کے قاضی کا دروازہ توڑ ڈالا گھر میں گھس پڑے۔ قاضی بوکھلایا ہوا

باہر نکلا۔ بیٹے بکاؤلی والا میں پکڑی کر بیاؤ قاضی جی نے میرے صاحبزادے کو منہ بگیرن دی اوس نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا میں تمہارے صاحبزادے سے بالکل واقف نہیں۔ تم نے بہت برا کیا جو میرے گھر میں بغیر میری اجازت کے گھس آئے۔ یہان نہ صاحبزادی ہے نہ صاحبزادہ۔ مین نے دریافت کیا "تو پھر یہ کسے ڈر رہی تھی؟" دینے جواب دیا کہ ایک لونڈی نے قصور کیا تھا میں سزا دینے کا قصد کیا تو غلام نے اوسکی بیجا حمایت کی لہذا دونون کو گستاخی کا عوض ملا۔ تم کوئی قاضی جی نہیں جاؤ یہاں سے میں تمہارا قصور معاف کرتا ہون۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ مین ایسی بری جگہ اپنے صاحبزادے کو چھوڑ دیتا۔ مینے اوس سے پوچھا کہ پھر میرا صاحبزادہ کہاں ہے۔ وہ بولا مین کیا جانون۔ مینے کہا اب اپنے حواس درست کر۔ میرا صاحبزادہ تیرے گھر مین گیا ہے اور تو جو بیوقوف ہے آنکھوں مین چھپا جاتا ہے۔ بڈھی داڑھی جھوٹ بولتے شرم نہین آتی۔ خدا تجھے اوس بے وقوف سے جسنے تجھ ایسے مجہول کو قاضی شہر بنایا۔ یکایک جھک جھک بڑھی معاملہ اس پر ختم ہوا کہ مین گھر بھر مین ڈھونڈھ لے جہان کہیں صاحبزادے ہون اونھین نکالون اور اپنے ساتھ لے جاؤن۔ چنانچہ مینے اوس کوٹھری کی راہ لی جہین قاضی زادی چھپی ہوئی تھی مینے کوٹھری مین دیکھا تو وہان بڑے بڑے صندوق رکھے ہوئے تھے۔ ایک صندوق پر قاضی زادی نقاب منہ پر ڈالے تشریف فرما تھین اونھین ہٹایا چٹر ادبھایا تو مارے خوشی کے باچھین کھل گئین۔ صاحبزادے صندوق مین دھڑ اور جوڑے کی طرح رکے ہوئے تھے۔ میری وفاداری دیکھیے کہ وہی صندوق مینے اپنی بغل مین دبایا اور ایک ہم غفیر کے ساتھ باہر نکلا اوسوقت گلی اور مکان مین شور کے غل مچ رہے تھے۔ اور تمام آدمی میری وفاداری اور حسن تدبیر پر عش عش کر رہے تھے۔ لڑکے تالیان بجاتے تھے۔ اوباش آوازے کستے تھے۔ پاجی ہنستے تھے شرفا دانتوں تلے انگلیان دباتے تھے۔ صاحبزادے کے نوکر چاکر اس فتح عظیم پر خوش تھے۔ اعزا مطمئن تھے۔ مگر وائے ناشکری و ناسپاسی صاحبزادے کسی طرح صندوق کے پٹ مین سے نکلے چھلانگ مارکے کود پڑے گھبراہٹ کا یہ بُرا ہو۔ پاؤن کا گٹا اوکھڑ گیا۔ اگر صندوق مین بیٹھے رہتے تو بازار بھر مین کوئی ذلت صورت نہ دیکھتا لیکن شامت کرکے نہین آتی۔ آگے آگے صاحبزادے زمین پر آتو کرتے جاتے تھے پیچھے پیچھے مین۔ خیال تھا کہ کہین اوکھڑے ہوئے جوڑ مین ہوا لگنے کے آس پاس



متحدہ ہندو مسلم کانفرنس کا مہتم بالشان نتیجہ

م" چہ خوش گشتی چرا نیامدہ!"

ہ" بڑو اپنی ایسی تیسی مین!"

نہ پیدا ہو جائے۔ مین چاہتا تھا کہ اونھین پکڑ دون وہ چاہتے تھے کہ بھاگ جاؤن۔ تھلی تھلیا ہو رہی تھی۔ وہ ڈال ڈال تو مین پات پات۔ گوشہ گوشہ کونا کونا جھانکا۔ اور باآواز بلند اونھین نصیحت کرتا جاتا صاحبزادے یہ کیا کرتے ہو دیکھو تمھے ساتھ نہ لایا میرا کہنا تم نے نہ کیا اور سکا یہ نتیجہ ہے۔ اضطراب کا حکم کبھی غلط نہین ہوتا۔ مجھے دعا دو کہ مین ہمیشہ تمہارے سر پر زندہ رہون۔ مجھ سا دوست روئے زمین پر تمہین نہ ملیگا۔ بھلا مجال تھی قاضی مردود کی جو میری زندگی مین تمھین کوئی گزند پہونچا سکتا۔ استغفراللہ۔

میری خیرخواہی دیکھیے اور صاحبزادے کی بے رخی فرمانے لگے۔ او خبیث ارے اپنے خدا کو مان کے میرا پیچھا چھوڑ۔ دیکھو بندرون کی شیطانی فوج مجھے گھیرے ہے مین شرم کے مارے جاتا ہون۔ جہان دم لیتا ہون تو چیخ پکار کے وہین لوگون کو اکٹھا کر دیتا ہے کمبخت اب آو دوڑتے دوڑتے میری پھول گئی دوپہر سے شام ہونے آئی ایک پاؤن سے دوڑ رہا ہون آپ تاریکی مین کسی طرف منہ کالا کرنے دے۔ ناچار صاحبزادے ایک قصائی کی دکان مین گھس گئے اور جلدی سے دروازہ بند کر لیا۔ شاید وہ دکاندار کے ہاتھ جوڑ رہے ہونگے جب تو وہ ہاتھ مین چھری لے کے باہر نکلا اور آتے ہی میری طرف جھپٹا۔ واہ رے میرے بربادگناہ لازم کیا خوب خدمت کا خوش صلا ہے۔ اس دوڑ دھوپ اور نازک وقت مین نہ کسی عزیز نے ساتھ دیا نہ غلامون نے سب خدا جانے اکیلا چھوڑ کے کس طرف اوپ ہو گئے بلبلانے لگے اور شامت میرے سر پر قصائی کو مسلط کیا۔ ابنائے زمانہ سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اوس پر قہر یہ کہ صاحبزادے نے پھر گھر مین قدم نہ رکھا اوسی قصائی کے یہان میرے ڈرسے پڑے رہے۔ سنتا ہون کہ وہ مین بڑے بڑے اپنی جائداد کے متعلق وصیت نامہ لکھا کہ یون انتظام ہو اور اتنی آمدنی فلان کو دی جائے اس واقعہ کے بعد مین شہر مین منہ دکھانے کے قابل نہین رہا اسقدر آمدنی مجھے جہان مین طلب کرون گی جائے۔ عشق وہ بلا ہے جسنے سیکڑون گھر اجاڑ دیے ہزارون کو خاک سلایا لاکھون سے جنگل کی خاک چھنوائی۔ پھر بھی نہ ملا۔ یہ بدنام ناکام وہ بلا ہے جسنے میرے سر سے عشق کا سودا نکال باہر کر دیا۔ اب مین اوسوقت تک واہی تباہی بکا کرونگا جب تک یہ واقعہ نسیاً منسیا نہ ہو جائے۔

واہ صاحب آپ نے دیکھا؟ احسان فراموش ایسے ہوتے ہین مینے جان بچائی صاحبزادے پر

آخر زمانہ نے وہی صورت لنگڑے ہو گئے تو جو تی کو نوک سے۔ شب فراق میں تارے تو گن گئے تپ ہجر کے بحران سے تو معذور ہے۔ دیوانگی کے جنون گریبان چاڑ لنگوٹی باندھ کے قیس کی طرح بیابان نجد میں جنگلی جانوروں سے یارانہ گانٹھنا تو نہ ہوا۔ واین ہمہ صاحبزادے نے اپنے وصیت نامہ میں ایک جملہ یہ بھی لکھا۔

میں نے اپنی زندگی میں ایسے ہزاروں کام کیے لیکن نیتے کی خوبی دیکھیے کہ جن کی خدمت کی وہ ہمیشہ ناراض رہے۔ میرے منہ سے بات کرتا کیسا اگر شادی بیاہ میں آمنا سامنا ہو گیا تو میز بان سے کر کے مجھے اوس محفل سے بھی نکلوا دیا۔

یہ سرگذشت پیغمبر۔ سو جس سے دُہرائی ہے کہ آپ خلوت کے وقت اوس طرز حکومت پہ جو آجکل ہندوستان میں مروج ہے غور فرمائیے تو مجھے امید ہے کہ سرگذشت مذکور کے جملہ واقعات بلکہ تمام واقعات اس طرز حکومت میں آپ کو نظر آئینگے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں میری طرح احمرشہ پر سرتراشی کی خدمت انجام دیتی تھی مگر اوس نے میری روش سے خواہ مخواہ لوگوں کے امور میں دخل دینا اور خیر خواہی جتانا سیکھا۔ پرانی بلا اپنے سر لی۔ آئی تھی حجامت بنانے اور دیکھنے لگی مسطر و ب۔ ہر خود مختار امیر رئیس سوار کا ازالہ بنا یا جا حجوت نصیحتیں کیں۔ کپ بک کے دماغ چاٹا۔ خشنیاں ہی میں کدورت ڈال کے دلوں کو اگر جمع کیا داد بیداد فریاد کی صدا بلند کی۔ صندوق سپرد خانے کوئی کمبخت پہاڑ پر اکر راست ہا سے صندوق ہی میں پڑا رہا۔ آخر قسائیوں نے غدر مچایا جگہ رہی۔ اور جو کچھ ہونا تھا ہوا۔

ان مرحلوں کے بعد یہاں شاہی ہوئی۔ ملکہ کو رعیا کا اعلان شائع ہوا۔ آئین بنے قانون بنے ان قوانین میں بھی وہی بیجا تکلیف خیر خواہی اور غیر مطلوب دخلت کے اجزا موجود ہیں لیکن ایم کوٹین اور سنکھیا کی طرح لوگوں کو اسکی عادت ہو گئی ہے اسوجہ سے زیادہ نہیں کھلتے مگر تو ہین مذہب کے نام سے جو قانون آپ کے عہد میں بنایا گیا ہے قسم دینی روح کی وہ کلام ہوتا ہے

کہ میرے ہی دماغ سے نکلا ہے اس قانون کے دانت بتانے کو آپ دیکھیئے کہ پھر بکھیڑے ہر گلی ہر بازار میں میرے روحانی شاگرد دہڑ دہاتے دکھائی دینگے۔

(۱) اسیار دو مرد کو جو تو قاضی نامعقول میرے صاحبزادے کو بے گناہ مارے ڈالتا ہے؟

(۲) اسلام کُنانی ہم تو پو تر دھکیان رہے ہے تھے۔ ڈشٹ ملیچھ قانون نے گردن دبائی پران نکلے جاتے ہیں؟

یہ اودھم یقیناً میری روح کے واسطے دلچسپ ہوگا۔ مگر شاید حکومت اور انصاف کے واسطے یہی مناسب ہے کہ اسکی ترمیم میں ہوشیاری کے ساتھ تخصیص کیجائے۔ اگر آپ میرے روحانی شاگرد لارڈ ریڈنگ کی سنت پر تھوڑے دنوں گام فرسا ہوں تو مناسب ہے جنھوں نے نابھے اور اندور کے صاحبزادوں کا صندوق ڈھونڈھ نکالا ایک صاحب تو صندوق میں بیٹھے ہیں اور دوسرے صاحب جنھیے کو دے جنگ توڑی لنگوٹے ہوئے ولایت کی راہ لی۔

اگلے زمانے کا آدمی ہوں۔ صاف گوئی میرے خمیر میں داخل ہے۔ خلیفہ معتصم باللہ کے دربار میں بھی صاف صاف جو کچھ دل میں تھا کہہ دیتا تو آپ سے کیا خوف ہے آپ تو قانون قاعدے کے پابند ہیں بے لحاظ گستی آپ کا شیوہ نہیں۔

اچھا اب تخفیف تصدیع، قلم کا استراکند ہو گیا۔ زرشتے ہی زیادہ گرئی دفضول کا الزام رکھتے ہیں فقط

راقم:- حجام الف لیلہ

بقلم:- قلا سطر

* * *

اگر آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کا اشتہار سالہا سال تک لوگوں کے پیش نظر رہے
تو اودھ پنچ میں اشتہار دیجیے جس کے نرخ بہت زیادہ نہیں ہیں
نرخ اجرت اجرت طلب کیجیے بذریعہ
[illegible]

زنبیل عمرو عیار یا قرابۂ عطار

وہی طب یونانی ہے جس سے ہم اور ہمارے بزرگ مستفید ہوتے رہے آج بھی ہماری دہلی میں حکیم صاحب کے غرے اور نخاسے ہیں اور دل وجان سے فیض طب یونانی کے معترف ہیں۔ ایران میں اور یہ ملک طرز علاج اپنی دوا و غیرہ بندش اور خوبصورت شیشیوں کی بدولت پائوں پائوں پھیلا رہا ہے بجز بھی یونانی طبیب کے مطب میں مریضوں کا ہجوم رہتا ہے۔ شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ حکومت اپنے قدیم طریقوں کی حفاظت کرتی ہے لیکن بعض سفر ناموں سے معلوم ہوا کہ وہاں کے طبیب اپنی دیسی دواؤں کے ارواح وأملاح نہایت صفائی کے ساتھ تیار کرتے ہیں کوئی دیکھے تو خیال کرے کوئی ولایتی دوا ہے۔ بندہ درگاہ ہرگز "دوا حرامی" کا خواہر نمک حرامی کو اچھا نہیں سمجھتے لہذا طب یونانی کی ترقی کے واسطے دست بدعا رہتے ہیں۔ بندہ کا اعتقاد ہے کہ اگر اصلی دوائیں عطاروں کے یہاں سے مل سکیں تو ڈاکٹروں کے مقابلے میں طبیبوں کی ترقی پھر بھی بلند رہے۔ مگر ایک ناسعقول عطار کی کیفیت سنیے۔ حکیم نے نسخہ میں لکھا عرق شیر و شربت اعجاز۔ ایجناب نے نوکر پر اعتماد نہ کیا خود ہی عطار صاحب کی دکان پر حاضری دی کیا معنی کہ دوا دوں کا معاملہ تھا۔ ڈرے کہ کہیں یوں سے وون نہ ہو جائے۔

نسخہ کی ورقی جناب عطار صاحب کے نذر کی۔ جناب موصوف نسخہ دیکھتے ہی ریشہ خطمی ہو گئے اور دوائیں تو خیر مگر عرق شیر اور شربت اعجاز پر نگاہیں گڑ گئیں اب یہ کیونکر کہتے کہ دوا موجود نہیں یا شربت اعجاز تیار نہیں۔ آمین تو آمین یہ بھی شک ہے کہ ان دواؤں کا نام عطار صاحب کے گوش دوا فروش میں کبھی پڑا ہو۔ واین ہمہ حضور نے گردن ہلائی ایجناب نے پوچھا کیا ہے؟ کہنے لگے کچھ نہیں نسخہ بندھ جائیگا۔ بات یہ ہے کہ شربت اعجاز شہر بھر میں سوا میری دکان کے اور کسی عطار کے یہاں مل نہیں سکتی اسکی قیمت زیادہ ہے جب آپ سے عرض کرونگا تو آپ غلط خیال فرمائینگے۔ یہ نسخہ دھونے سکے رکھ لیے ترتیب دیا تھا اور اسکا اجزا ہے کسی شاگرد کو نہیں بتایا تھا۔ ضرورت ہوا تو آئی دوا مطلوب کے دوا [illegible]

اوس زمانے کی چند بوتلیں ایک یہودی سے بیس ہاتھ لگ گئیں۔ خیر آپ کی خاطر سے دو روپیہ مین تو فی بوتل دے دونگا۔ اب رہا عرق شیر وہ ابھی تیار ہو جائیگا۔ بہت ترسے جوڑے کی دم مین الخلیل الملک (نا معلوم) ریجاب نے دل مین کہا ابھی نسخہ تو اب تم نہ ہو اچھے کوئی اور دکان دیکھو مگر چلتے چلاتے عرق شیر اور شربت اعجاز ساختہ ارسطو مرحوم ضرور دیکھ لو یہ نایاب چیز پھر نہ دیکھنے مین آئیگی۔ جناب عطار صاحب کا دم غنیمت ہے ہزار دو ہزار برس کی دوائیں ٹکا خون نے اندوختہ کر رکھی ہیں۔

چنانچہ ریجاب نے کہا کہ ذری عرق شیر اور شربت اعجاز کی زیارت کروا دیجئے کہنے لگے بہت خوب دیکھا اور زمین کے کثیف ڈبیوں کا ڈھیر سامنے لگا دیا ایک مین ہاتھ ڈال کے آبریشم خام مقرض نکالا یہ مقرض تو ہرگز نہ تھا مگر مقرض ضرور تھا یعنی موش نے اپنے دانتوں سے اسے قوم کے رکھ دیا تھا۔ اور اپنے سڑول [illegible] جنگلیوں سے تھوڑا وزن بھی بڑھا دیا تھا۔ دوسرے ڈبے سے قند نقشہ کشمیری نکالا یہ بھی حکیم میر ابوالفتح گورنر کشمیر [illegible] کی یادگار تھا۔ تیسرے ڈبے سے خدا جانے کیا چیز نکالی خود وہ نہیں کا دعوے ہے کہ یہ تحقیق نہین رہی ہے۔ چوتھی تھیلیا سے انجیر زرد کی کی جگہ سوکھے ہوئے سیاہ گولے نکالے۔ پانچویں تھیلی سے مویز منقی نکالا گیا [illegible] کی تھیلیوں میں [illegible] اس مویز میں یوں ہی سا فرق تھا۔ وزن کانٹے تول کا محتاج نہین لہذا [illegible] نے تول ناپ کا قضیہ اٹھا دیا دو منٹ مین پڑیان تیار رہ بھر گلو را لیا ہاتھ مین اور گھر کے اندر گھس کے دو تولے دودھ سے آگے اوس ہی دودھ مین بوتل سے تھوڑا سا گدلا میلا عرق اونڈیل دیا لیجئے عرق کی مہم آسان ہو گئی اور شہد پوروں کے احتیاج سے عرق شیر تیار ہو گیا کون جھگڑا کر سکتا ہے کہ یہ عرق نہین یا شیر نہین قسم [illegible] عرق بھی ہے اور شیر بھی۔ رہ گیا شربت اعجاز اسکی بوتل کو ادب سے پوری مشابہت تھی اس مین شک نہین کہ یہ شربت ارسطو کے وقت سے ہی بنا کی ہو گی لیکن یہ [illegible] شہر کی نہ تھی۔ دوا [illegible] بھی موجود تھا۔ یعنی [illegible] دکھایا گیا لگا دی ادھر [illegible] حضرت یہ عرق اعجاز نہیں۔ ایسا کہا کہ مرنے والے مریض کو مکھیاں کھلائی جاتی ہیں اور وہ جی نہیں کرتا ہم ڈھونڈ صورت کی چوٹ دعوے کرتے ہیں کہ اگر اسکے قریب یہ کلیجی رکھ دی جائے تو اسکے اندر سے شیر کی بولی کی آواز آنے لگے۔

ریجاب نے یہ الجلد دیکھا تو چپکے سے نسخہ اوٹھایا اور گھر کی راہ لی۔ عطار جی بھی کون نکلتا۔ یہ معاملہ ہے جان کا لہذا ایسے عمدہ دواخانوں کی نگرانی نہایت ضروری ہے۔ جہاں ارسطو اور بقراط کی تیار کی ہوئی دوائیں آج بھی ارزان دستیاب ہو سکتی ہیں۔

سنتے ہیں کہ حال ہی مین عراق کے پرانے آثار کھودے گئے ہیں اور وہاں سے ایک ظرف گیہوؤں سے بھرا ہوا نکلا ہے۔ یہ جن لوگوں کے ہاتھ لگا ہوگا وہ گیہوں نہ بیچتے ہونگے۔

اگر وہ تحفہ مبارک کو ساتھ کے یہاں آئیں تو ہم دو نہیں ارسطو کے ہاتھ کا بنا ہوا شربت اعجاز دکھلا دکھائیں۔ آثار قدیمہ کی تفتیش کا غرور رہنے کے ساتھ نکل نہ جانے دیجیے۔

بہرکیف اگر طب یونانی کی کامیابی منظور ہے تو ان دکانوں کی اصلاح فرض عین ہے۔ کیسا ہی حاذق طبیب ہو اگر دوا اچھی یا اصلی نہ ہوگی تو کیا بنائیگا۔

مولانا! یہ چند سطرین حاضر ہیں اگر منظور ہو شایع کر دیجیے اور خلق اللہ کو ارسطو کے شربت اعجاز سے بچائیے۔

راقم - سرکوب تنجوری

ننگڑیوں کی دکھائی

زیارت کر لیجئے تم حسینانِ عالم کی چھلبل کی
بشارت ہو کہ اب ہوگی نمائش حسنِ اسفل کی

ایشیائی سرپرستی اور وہ نامی قوموں کی ترکی روئی ہے جنکے نزدیک عورت کا ہر ایک حصہ جسم قابل ستر ہے گھونگھٹ میں چھپاتے ہیں مقنع میں لپیٹتے ہیں چولی ہیچوں میں باندھتے ہیں۔ شعرا پر فرض ہے کہ عورت کا سراپا نظم نہ کریں۔ شاعروں پر ظلم ہے کہ ساق پاے آگے نہ بڑھو لیکن بڑی بڑائی یہ کہ

"دو شعر دو نگین دو جوب صندلین دو کاسہ مرپارہ کعب گلو دو عماد نور دو شمع کا نور"

کوئی دل چلا ساق پاے آگے بڑھا تو یوں ذرا نو دیا پایا

"از آئینہ مجلی تر از خاطر سالک صافی تر دو آئینہ بلورین دو قاب بہار گلہاے یاسمین"



سنہ ۱۹۲۹ء کا ایک سین

جان بل: تمہارے بچے ایسے دھوتال میں کمیشن کو سیاہ جھنڈے دکھانے لگے دوسرا کام ہی نہیں ہے۔ ان کے ساتھ رعایت؟

انڈیا جان: اے جاندی کی کتنا اپنے نخرے ہوئے یاد کرو جب تمہارے گھر آئرلینڈ میں انقلاب ہوا تھا تو کیا تمہاری اولاد تسبیح پڑھتی تھی؟

اس سے بھی کسی قدر اونچے ہوسے تو ران اور سرین تک پہونچے مگر ارباب تہذیب کی نگاہون سے گر گئے۔

اللہ آباد رکھے اس زمانے کے اہل مذاق کو انھون نے تمام زبانی پابندیون پر تو دھارکھا یالیکن حیائی پابندیون سے بالکل پردہ اوٹھادیا صاحب کے بیڈروم مین جائیے تو واہ واہ وہ خوش غلاف تصویرین نظر آئینگی کہ جنھین نازل دیکھتے ہی دیکھتے مرد۔ اور سہاگ کا بدصیا اصلی سانڈ ہو جائے پرانے شعرا کی روحین کہتی ہین کہ یہ ہمارا اصبر ٹرا کم بخت بکواسے صاحبیت نے فحش گوئی کا الزام دیتے تھے اب اپنے گریبان مین منہ ڈالین۔ خود ہی کہتے ہین کہ شاعری اور مصوری دو سگی بہنین ہین مگر منطق دیکھیے ایک بہن کو بعض امور سے تام رکھتے ہین کہ وہ زبان سے اپنے شہوانی اور نفسانی کیفیات کا اظہار کرتی ہے برخلاف اسکے دوسری بہن (مصوری) سے فرمائش ہے کہ ننگی ہو کے سر بازار ناچ۔ ایک کی گرفتاری کے واسطے قانون بنائے جاتے ہین کہ وہ اپنی کے اشعارون مین بھی اعضا کا نام ہو یا ری تفصیل ذکر دو۔ دوسری کی برہنگی پادشا ہنسے صرف وہ کل کی جگہ وہ بھی آ گئے ذھنگی رہے باقی حالت وہ گنت ہو تو کچھ مضائقہ نہین۔ نئی تہذیب کے عشاق مین بمشکل کسی جنٹلمین کا بیڈروم شہرستان نازینب سے بچا ہو گا۔ جہان دیکھیے بڑی بڑی تصویرین چہار کی طرف سے بالکل برہنہ لگی ہوئی ہین (بقول بعض ادبائے الطبیعت) شہرستان جذبات مین شیخ سعدی کھواتی ہین۔ آنسان کیسے گئے اور گھٹے مین فرق ہے یا نہین۔ سنیے کسی شاعر نے کہا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن بھی دکھاؤ صاحب

وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

تو آپ نے تو فحاشی کے الزام مین اوسے دھر لیا۔ نفرت، لعنت، کی بوچھار سے آسمان سر پر اوٹھا لیا۔ اور کسی مصور نے سر سے ناخن پا تک، ونیس یا کسی فرضی دیوی کے بم سے ننگے جسم کی تصویر کھینچ کے سامنے رکھ دی تو یہ نقش باطل سر ورق وہ جہت بگڑ شعرا۔ کھینچے سے چونسا نہ جب اپنے پھرتے ہین گلگوت خلوت

حیثیہ کا لطف اوٹھا رہے ہین نقاشی کی خوبیون پر بڑی بڑی فلسفیانہ کتابین لکھتے ہین۔ شاباش نقشی نقوش کی نقش بر روے ہوا مردون کی مصنوعی برہنگی سے دم خطا ہوتا ہے تو کیون کاغذی نقوش کی سنگین تکیون کی اصلی عریانی آنکھون سکو کھیچے ٹھنڈک ہو۔

ہم مان گئے اب سے آپ کے صاحب غیرت ہونے مین جو کوئی شک کرے وہ خود بے حیا ہے طرفہ ماجرا یہ ہے کہ ہر نون صاحب کی طبیعت مین بھی یہی بھونڈا پن ہے نہ تو حضرت کے پاس کوئی لفظی فحش کا معیار ہے نہ نقشی فحش کا۔ دار مدار ہے حرف عام پر کسی فحش و قبیح کا اظہار ناگزیر ہو اور ڈھنکے چھپے استعارات مین بھی وہ بیان کیا جائے لیکن آپ آنکھ بند کر کے سزا دے دیتے ہین حالانکہ لکھنے والا غریب استعارات سے بدین حقیقت کام لیتا ہے کہ واقعہ ظاہری فحش کے عیب سے پاک نظر آئے اسی ارادے سے ظاہر ہے کہ نیت فحش گوئی کی نہین۔ اور وہ اوٹنگی کی جگہ تھوڑا کے پورے جسم کی ننگی تصویر بغرض آرائش بنائی جاتی ہے کہ فحش کارن کے ارادے مین اتحاد ہو مگر اوسکے لیے کوئی سزا نہین بلکہ انعام دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

ہر حال ابھی ایسی ترقی مین گیا دُنیا کا قانون اور نئی تہذیب نہین تو ”ٹائمز آف انڈیا“ کی جدت کی داد دینی ہے کہ اوسنے بذریعہ اعلان عام زنانے جسم اسفل کے نمونے طلب کیے ہین پنڈلیون سے لے کے ٹخنون تک کی تصویرین طلب کرتا ہے جسکا جسم اسفل زیادہ حسین ہو گا اوسے انعام ملیگا۔

حسن کے طبیلے کا یہ تھیلا واقعی پرلطف ہو گا صفحات مین اس سرے سے اوس سرے تک کوری کوری دکھائی دینگے۔ اوپر کا دھڑ ہو گا۔ نیچے دھڑ کے حدود زیر ناف سے شروع ہو کے ناخن پا تک ختم ہوتے ہین عریانی اب داخل فیشن ہوئی جاتی ہے کچھ ننگے اہل سائنس لباس کو مضر صحت قرار دیتے ہین لہذا ٹائمز صاحب کا یہ فرمانا کہ تصویر اوس حصہ جسم کی بھیجو جسکی برہنگی از روے فیشن مباح ہو ایک پُرمعنی اعلان ہے۔ لان التہذیب ہو الفیشن والفیشن

ہو التعری فالتہذیب ہو التعری۔ بازار جا ٹائمز گرم ہے چشم یاران تیز۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ کیا مزا آئیگا جب وقت اسٹیشنون پر اخبار بیچنے والے لونڈے آواز دیتے پھرینگے یہ لمبی لمبی ٹانگین دو آنے کو۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا کا ٹانگ نمبر۔ مس اے بی سی کی خوبصورت انعامی رانین۔ زنانے نچلے دھڑ دون کی بازار دیکھو۔ یہ وہ لٹیان۔ کیا پیاری پیاری دو لتیان جن کے اُلار تانگے کے ہم۔ عینک عشق کی کمانی کے پھرے۔ یاد رہو اے حیائی کے دو شاخے۔ یہ نازک نازک گٹے جن پر قربان فندق اور کنول گئے۔ رانین ہین کہ چھلی ہوئی اروہان جنکی ابڑی چونڈ پر نثار دیوار پریان۔ جنکی صفائی پر تصدق کیری کی بجلیان۔ یہ خوبصورت لاتون کی گھاتین دکھانے والا ٹائمز آف انڈیا دو آنے مین۔ مس آر ایس کو سو روپیہ انعام۔ تازہ پرچہ شوقینون کے سینون پر ہرن کے نقش بنانے والا پرچہ۔ رانون کی مچھلیان ان کے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر [illegible] سنہ ۱۹۲۷ء

بعدالت دیوانی منصف صاحب بہادر مقام [illegible] ضلع [illegible]

[illegible]

بنام

[illegible]

(مہر عدالت)

سمندر میں ہونے والی جنگی سفیدی پر پڑھنے کی چمک
بھاری ہے لیکن ہماری زمین ہی ہی ۔ جمہوری کے سوتے
کی ڈنڈا ان میں عشاق کے دل کی چھاپا اکثر تی ہیں
انگریزی با تصویر جرائد جاہت مسالوں اکثر
مسند پ قوادی کے فرائض پورے کرتے ہیں مگر ٹائمز
آف انڈیا نے مسدود کر دی ۔ اگر فیصدی پانچ خریدار
بھی راتوں کی چمک ٹی دیکھ کے پھسل پڑے تو سب پونا تر
بچے ۔ چوک کے میاں تبلا اور پروفیسر بلبل ہند
آدمی دیکھ کے انگاروں پر لوٹینگے ۔ عجب نہیں جو
چند مہینوں میں گھٹیاں نکل آئیں ۔
خدا نہ کرے جو ہندوستانی جرائد پر مسٹر ٹائمز
کا پرچھاواں پڑے ۔ کیا معنی کہ ان میں سے کئی انگریزی
جرائد کی تقلید پر مرتے ہیں فقط

راقم ۔ گوشہ گزین کنج انجمن والی حمی
بقلم ۔ قلمدان فلا منفر

المختصرات

سنتے ہیں کہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو آگرہ یا لکھنؤ
میں صوبہ متحدہ کی ملیٹی کانفرنس ہوگی ۔ معاملہ ات
عقلمندی و تعصب کی بدولت لکھنؤ کی مرکزیت
تشریف لیگئی ۔ متقدا اضلاع کی آبادی سے
تفرق اتصال ہوگیا ۔ علیگڑھ پر نوازش ہوچکی تو
کیا عجب ہے کہ ایک ریزولیوشن کے ذریعہ سے [illegible]
منصب نوازل مرحمت [illegible]
[illegible] کی قابلیت [illegible] کر سکتا ہے ۔

یہ اخبار ٹریبون کا ایک [illegible] ہندو
مسلم ہو کے قتل کی [illegible] ۔ جب [illegible]
کا بازار گرم ہے اور ایک دوسرے کی [illegible]
جلد جاتا ہے تو سازش کی شہرت اڑائی گیا ہے ۔ [illegible]
سازشوں کی [illegible] ہے ۔

[illegible] میں [illegible] ایک شخص نے
[illegible]

ڈھون پر خونریزی کا یہ دوسرا واقعہ ہے مدعیون
تک آدمی سزا بھی پا چکے ۔ لیکن مجرم آخر کا یہ بیان کہ
سوامی صاحب دُکان پر سر راہ بیٹھے ہوئے ایسے
الفاظ زبان پہ لاتے تھے جن سے اشتعال ہوا قابل غور
ہے اس حرکت کا سد باب نہ ہوا تو کیا عجب ہے کہ کوئی
تیسرا مقدمہ کھڑا ہو جائے ۔

کسی بادشاہ نے اپنے غلام کو ننگے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر
بٹھایا اور کہا میری سواری کے ساتھ رہو تھوڑی دیر میں
غریب غلام کے چوتڑ مجروح ہونگے اور اُسے مجبوراً
گھوڑے کی رفتار کم کرنی پڑی تھی بادشاہ نے سست رفتاری
کا سبب دریافت کیا تو اوس نے کہا میرے سرشتہ معذرت کیا
کہ سر پر خیمہاں نے آزردہ کیا تھا حضور نے میرے
چوتڑوں پر بڑی ستم نازل کیا ہندوستان کی پولیس
پاس گلے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہے اسکا
مقابلہ انگلستان کی شاہی پولیس سے نہیں کیا
جا سکتا لہٰذا بعض انگریزی جرائد کا یہ اعتراض کہ
[illegible]
حفاظت کے واسطے [illegible] اپنا فرض ادا
نہیں کیا فضول ہے [illegible] تعلیم ہے [illegible]
کو ندامت خلق کا احساس ۔ یہ بادشاہوں کی [illegible]
کے ساتھ دوڑ نہیں سکتی ۔

یہاں کی پولیس کو معلوم ہے ۔ دلیل عصمت یہ ہے
کہ ابتدا سے انگریزی عہد تک جتنے مجرموں کو اسنے
گرفتار کر کے سزا دلوائی سب حقیقۃً مجرم تھے ۔ کسی
ایک مقدمہ میں بھی کسی بے گناہ و بے قصور کو سزا نہیں
دی گئی [illegible] ہندوستان میں یہ تماشا دیکھا
ہے کہ [illegible] پولیس [illegible]
سی آئی ڈی [illegible] پولیس کے خلاف کوشش کر کے
اصل مجرم [illegible]
پیدا ہوا ؟

[illegible]

چاہیے ۔ دعوے کی دلیل [illegible] کے مشہور
اعلان سے ماخوذ ہے جس میں ادھوں نے کلام
کو مذہبی امور کی مداخلت سے منع فرمایا تھا ۔
الغرض انھیں اپنے دعوے میں سرخرو ہونے اور ہیے
روز کی بیناوگی موقوف ہو ۔ مگر نا با حکومت کا
جواب دعوے سنکے مسٹر [illegible] خوش ہونگے
اسلئے کہ فقرہ مذکورہ اعتقادات و پرستش میں
مداخلت سے متعلق ہے ۔ حکومت نہ گاؤ پرستی کے
مخالف ہے نہ گاؤ کو معبود قرار دینے سے روکتی ہے
یہ تو دل آزاری اور صدمہ رسانی کا معاملہ ہے ۔
اس کا وعدہ حکومت نے کبھی نہیں کیا کہ ہم کسی کا
دل نہ دکھائینگے ۔ اگر قربانی کی بحث آن پڑتی
تو شاید دل لگی دل لگی میں گاؤکشی [illegible]
میں داخل ہو کے قدیم [illegible]
دیکھیے [illegible] کی [illegible] رنگ لاتی ہے
مقدمہ ہوگا دلچسپ ۔

قرآن مجید

ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن [illegible]

[illegible]

محمد حسن مالک اخبار مدینہ بجنور

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

یا ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین [illegible] ... اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی [illegible] ... وغیرہ شاہی کا سرمایہ تاریخی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا یہ [illegible] اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصۂ اول کی [illegible] بہرحال نمونہ خریدیے۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ